اور راسخ العقیدہ علما کی پیروی کی گئی ہے۔ اختلافی اور شاذ مفہوم دینے سے اجتناب برتا گیا ہے۔ قرآن مجید میں بعض الفاظ سیاق و سباق کے اعتبار سے مختلف مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں۔ ایسے الفاظ مکرر درج کیے گئے ہیں اور آیت کے حوالے کے ساتھ وہ معنی دیے گئے ہیں جو اس مقام پر مقصود ہیں۔ ہر لفظ کے ساتھ حوالہ دیا گیا ہے کہ یہ قرآن کی کس سورہ اور کس آیت میں یہ آیا ہے۔ بعض الفاظ قرآن مجید میں تکرار کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں' ان کے لیے صرف دو حوالے دینے پر اکتفا کیا گیا ہے' ورنہ ضخامت بہت زیادہ بڑھ جاتی۔

یہ لغت سفید کاغذ پر مناسب کتابت کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ مضبوط اور خوب صورت جلد سے مزین ہے۔ کتابت کی صحت کا اہتمام کیا گیا ہے' تاہم اکا دکا اغلاط رہ گئی ہیں۔ (اختر راہی)۔

اقبال اور ظفر علی خاں 'جعفر بلوچ۔ ناشر: اقبال اکادمی پاکستان' شارع ایوان اقبال' لاہور۔ صفحات: ۲۸۶۔ قیمت: ۱۳۰ روپے۔

برعظیم ہند و پاکستان کی سیاسی اور شعری و ادبی تاریخ میں علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خاں کا شمار نمایاں اکابر میں ہوتا ہے۔ پروفیسر جعفر بلوچ کی زیر نظر تصنیف کا بنیادی محرک ان کا یہ احساس ہوا کہ: "ان محسنین ملت کی تابندہ حیات و فتوحات اور ان کے درخشندہ احوال و آثار کے مسلسل و مکرر مطالعے سے ہم اپنی قومی زبان کو از سرنو مضبوط و محکم بنا سکتے ہیں"۔ (دیباچہ)۔

ابواب کے عنوانات: (علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خاں: اشتراک فکر و عمل کے چند پہلو۔ تحریک آزادی اور اقبال و نظر' ۱۹۳۷ تک۔ اقبال و ظفر اور قیام پاکستان۔ اقبال و ظفر: معاملات من و تو) سے کسی حد تک اس کتاب کی نوعیت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مصنف نے طرابلس و بلقان کی جنگوں' علم الدین شہید' کشمیر' فلسطین اور قادیانیت اور بیسیوں دوسرے امور و مسائل پر اقبال و ظفر کے ہاں اشتراک فکر و عمل کی تفصیل کے ساتھ طریق انتخاب' سائمن کمیشن اور نہرو رپورٹ پر اختلافات کا ذکر بھی نہایت وضاحت سے کیا ہے۔ علامہ اقبال کی دانست میں سائمن کمیشن سے مقاطعہ مسلمانوں کے لیے مفید نہ تھا' مگر ظفر علی خاں کا نقطہ نظر' علامہ سے مختلف تھا۔ چنانچہ انھوں نے "زمیندار" میں اقبال کے خلاف ایک نظم لکھ ماری:

کاٹ لی پنجاب کی ناک آپ اپنے ہاتھ سے
آبروئے ملت کی کھو دی کس نے؟ سر اقبال نے

اور:

ع: قوم کی نیا ڈبو دی کس نے؟ سر اقبال نے

بعد ازاں طبیعت کا جوش ٹھنڈا ہوا تو ظفر علی خاں اس نظم کو "بہارستان" میں شامل کرتے وقت اس کی ردیف بدل کر "لیڈران قوم" کر دی۔ (ص ۱۱۲)۔ اقبال اور ظفر علی خاں میں باہم بے تکلفی تھی۔ ۱۹۱۱ء میں "زمیندار" میں کسی صاحب کی معمولی درجے کی اور کمزور منظومات چھپ رہی تھیں۔ اقبال کہنے لگے: "ظفر علی خاں' آپ کے اخبار میں کان پور کے فلاں صاحب کی جو لمبی لمبی نظمیں چھپتی ہیں' بعض اوقات خیال آتا ہے کہ تھرڈ کلاس کا ٹکٹ لوں اور کان پور پہنچ کر ان کے پیٹ میں چھرا گھونپ دوں۔ پھر سوچتا ہوں کہ اس شخص کو ختم کرنے کے لیے کان پور تک تھرڈ کلاس کا کرایہ خرچ کرنا بھی روپے کا ضیاع ہو گا" (ص ۸)۔ اس طرح کی ہلکی پھلکی شگفتہ باتوں کے ساتھ' زیر نظر کتاب میں سیاسی' دینی اور ملی اہمیت کے مسائل پر سنجیدہ بحثیں بھی ملتی ہیں' مباحث و محتویات کے تنوع نے کتاب کو دلچسپ بنا دیا ہے۔

پروفیسر بلوچ نے زیر تحقیق موضوع پر قدیم رسائل و جرائد اور کتابوں کا ایک وسیع سلسلہ ماخذ کھنگال کر لوازمہ فراہم کیا ہے۔ ان کی محنت و عرق ریزی کی داد نہ دینا بے انصافی ہو گی۔ اقبال و ظفر کے موضوع پر اب شاید ہی کوئی نکتہ اوجھل رہ گیا ہو --- اندازہ ہوتا ہے کہ جناب مصنف' اقبال و ظفر کی فکری راستی اور دینی بصیرت و حمیت سے بھی فیض یاب ہوئے ہیں۔ ایک جگہ انھوں نے پتے کی بات کہی ہے کہ قادیانیت یا مرزائیت کے لیے (بہ شمول اقبال) بعض مسلم اکابر نے جو "احمدیت" کی اصطلاح استعمال کی ہے وہ بالکل غلط اور ایک طرح کا سہو ہے۔ "احمدی" کا اطلاق رسول ہاشمیؐ پر ایمان رکھنے والوں کے لیے ہو گا۔ کوئی ایسا شخص "احمدی" کہلانے کا مستحق نہیں جو لانبی بعدی پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ متنبی قادیان مرزا غلام احمد کی امت و ذریت نے کمال عیاری اور غداری سے 'خود کو "احمدی" کہلانا شروع کر دیا۔ غلام احمد کے پیروکاروں کو "مرزائی" "غلام احمدی" یا "قادیانی" کہنا چاہیے' نہ کہ "احمدی" --- (ص ۵۹)۔ تبصرہ نگار کی رائے میں مصنف کی یہ بات بہت اہم اور توجہ طلب ہے۔

دیباچے میں "تقابلی مطالعے کے زریں سلسلے" کے ضمن میں بلوچ صاحب نے 'رومی' حافظ' محمد علی جوہر' سلیمان ندوی' اور صوفی تبسم کا ذکر کیا ہے۔ یہاں "اقبال اور مودودی" کا ذکر رہ گیا۔ حالانکہ اس موضوع پر تقابلی مطالعے دیگر اکابر کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوئے ہیں' مثلاً: "اقبال اور مودودی" (ابو راشد فاروقی۔ لاہور ۱۹۷۷)۔ "اقبال اور مودودی کا تقابلی مطالعہ" (عمر حیات غوری۔ دہلی' ۱۹۸۱۔ لاہور ۱۹۸۲)۔ "نوائے مشرق" (سعید احمد۔ دہلی' ۱۹۸۱۔ کراچی ۱۹۸۶)۔ "علامہ اقبال اور سید مودودی: افکار و نظریات کا تقابلی مطالعہ" (وسیم احمد فاروقی۔ لاہور ۱۹۸۸)۔ بلاشبہ جعفر بلوچ کی یہ کتاب اقبالیات میں ایک اہم اور وقیع اضافہ ہے۔ اقبال اکادمی نے ایک